

مستدلاتِ شرعیہ کی روشنی میں بیعت کا ناقدانہ جائزہ A Critical Review of Bai't in the Light of Sharia'h

* ڈاکٹر کریم داد

Abstract:

Literally Bai't means solemn assurance to do something and absolute submission to one's commands. All the believers have declared to follow the commands of Allah Al-Mighty and act upon the guideline of His Holy Prophet (P.B.U.H). In the early days of Islam, every person intending to embrace Islam use to take an oath of obedience and loyalty to the orders given by the Prophet (P.B.U.H). The person gave his hand in the hands of the Prophet (P.B.U.H). Afterwards, this sort of oath was introduced in many kinds; one of them is "Bai't Islah or Bai't Al Tuba".

The Bai't is in accordance with the spirit of Islamic teachings. The scholars of Islam in majority have accepted its authenticity as discussed in the article under reference.

عہد رسالت میں اسلام قبول کرنے والے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر اسلامی عقائد و احکام پر چلنے کا عہد کرتے تھے۔ یہ مخصوص طریقہ بیعت کہلاتا ہے۔ بیعت کے شرعی طریقوں میں بیعت علی الحجر، بیعت علی الجہاد اور بیعت علی الاطاعہ معروف و مستند ہیں اور شرعی نصوص سے ثابت ہیں۔ ما بعد کے زمانے میں بیعت کی ایک اور قسم متعارف کرائی گئی جس میں ایک عام شخص کسی عالم مصلح یا مرشد کے ہاتھ پر توبہ کر کے اس کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے کہ آئندہ زندگی میں شریعت پر عمل کرے گا۔ اس کے لیے باقاعدہ اصلاحی سلسلے رائج ہوئے جن میں چار بہت مشہور ہیں۔

* اسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی، مردان۔

بیعت کے اس نوع کے بارے میں رائے مختلف رہی ہے کہ یہ مشروع ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر جائز ہے تو اس کی حیثیت کیا ہے؟ فرض و واجب ہے یا سنت و مستحب۔ اس مضمون میں اس مروجہ بیعت کی شرعی حیثیت تحقیقی انداز میں واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بیعت کا لغوی معنی:

بیعت لغت میں عہد و پیمانہ کو کہتے ہیں۔ کیونکہ بیعت اور بیع کلاماً ایک ہی ہے اور یہ دونوں باب مفاعله سے آتے ہیں۔ جیسے بیع سے متعلق یہ روایت ہے:

المتبايعان بالخيار ما لم يتفرقا^۱۔ "بیع کرنے والوں دونوں بائع و مشتری کو (مجلس عقد) سے الگ ہونے سے پہلے بیع کا اختیار حاصل ہے۔"

اور جب اس سے بیعت ہو تو کہا جاتا ہے: تبايعوا على الامر^۲ "انہوں نے فلاں کام پر عہد کیا۔" لسان العرب میں ہے کہ بیعت سے مراد عہد و پیمانہ ہے اور اس حدیث التبايعونى على الاسلام^۳ میں اس معنی پر استعمال ہوا ہے۔

حافظ ابن حجر کہتے ہیں:

المبايعة عبارة عن المعاهدة سميت بذلك تشبيها بالمعوضة المالية^۴۔ "یعنی بیعت معاہدہ سے عبارت ہے کیونکہ جس طرح مالی معاوضہ (بیع و شراء) جانبین سے ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی عہد جانبین سے ہوتا ہے۔"

اصطلاحی معنی:

هو عبارة عن المعاهدة والمعاهدة كان كل واحد منهما باع ماعنده من صاحبه وأعطاه خالصه نفسه وطاعته ودخيلة أمره^۵۔

"بیعت اس باہمی عقد اور عہد سے عبارت ہے جس میں ایک جو اس کے پاس ہو دوسرے کو دیتا ہے اور اس کی اطاعت اور تابعداری کو اخلاص نفس کے ساتھ لازم پکڑتا ہے۔"

بیعت اس باہمی معاہدے کا نام ہے جس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص (صاحب طریقت) سے اپنی مطلق اطاعت اور حکم برداری کا عہد کرتا ہے اور اس کے بدلے روحانی فیض حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

شریعت کی کسی بات کے لئے لوگوں سے عہد لیا جائے خواہ یہ عہد پوری شریعت کے بارے میں ہو یا کسی خاص بات سے متعلق ہو۔ بیعت اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کا پختہ وعدہ ہے جو اللہ والے کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ سے کرتا ہے۔ ان باتوں کا خلاصہ یہ ہوا کہ کوئی چیز کسی کو پیش کی جاتی ہے، بدلے میں دوسری چیز لی جاتی ہے تو اس لین دین کو بیعت کے نام سے پکارتے ہیں۔ اسی طرح بندہ اپنے خیال سے تائب ہوتا ہے، اپنے اعضاء و جوارح کو بخوشی اور برضا و رغبت اللہ تعالیٰ کے حوالہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر کمر بستہ ہو جاتا ہے تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی حاصل کرتا ہے۔ اس رجوع الی اللہ کو بیعت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

مروجہ بیعت (توبہ) کا تاریخی پس منظر:

نبی کریم ﷺ سے مختلف قسم کی بیعتیں ثابت ہیں۔ مگر صحابہ کرامؓ کے زمانے میں بیعت خلافت اور بیعت جہاد کے سوا اور کسی بیعت کا ثبوت نہیں ملتا۔ اصل بات یہ ہے کہ جو فعل نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو تو کسی اور سے نقل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ہاں خلفائے راشدین کے دور میں خلیفہ وقت کے علاوہ دوسرے صحابہ کرامؓ اس لئے بیعت نہ لیتے تھے کہ کہیں بیعت خلافت کا شبہ نہ پڑ جائے اور کوئی فتنہ کھڑا نہ ہو جائے، چنانچہ صرف صحبت پر اکتفاء کیا جاتا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ بیعت خلافت میں بیعت توبہ شامل ہوتی تھی۔ جب خلفائے راشدین کا دور ختم ہوا اور خلافت کا معاملہ امور مملکت کے انتظام و انصرام اور نظم و نسق تک سمٹ کر رہ گیا تو سلف صالحین نے بیعت توبہ والی سنت کو زندہ کیا۔ اس سلسلے میں سیدنا ابو بکرؓ اور سیدنا علیؓ سے ثابت ہیں کہ جس طرح خلافت سپرد فرمائی اسی طرح باطنی نعمت بھی منتقل فرمائی اور پھر یہ سلسلہ آگے بڑھا، دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

ما صب الله في صدرى الا وقد صبته في صدر ابي بكر^۸. "اللہ نے میرے سینے میں جو

کچھ ڈالا میں نے اسے ابو بکرؓ کے سینے میں ڈال دیا۔"

بیعت کا مقصد:

بیعت کا مقصد اصلاح نفس اور اتباع رسول ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے:

عبد الله بن عمر، يقول: كنا نبايع رسول الله صلى الله عليه وسلم على

السمع والطاعة، يقول لنا: «فيما استطعت»^۹.

"عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے ہم بات سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کرتے تو آپ ﷺ فرمایا کرتے جہاں تک تمہاری بساط میں ہو۔" بیعت سے مقصود شریعت کے احکام پر عمل کرنا اور اصلاح نفس ہے۔ اس سے ماوراء کوئی چیز نہیں ہے۔ چنانچہ بیعت کا مقصد کشف و کرامت کا حصول، ترک دنیا یا شریعت سے الگ تھلگ کوئی راستہ ڈھونڈنا نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کے حصول کا ایک ذریعہ اور سبب ہے جس میں مرشد اور مرید دونوں منہمک ہوتے ہیں۔

قرآن کریم اور بیعت توبہ:

بیعت کے جائز ہونے کے بارے میں درج ذیل آیات بطور ثبوت پیش کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

کا ارشاد ہے:

۱- وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا.

"اور ہم نے پیغمبر بھی بھیجا ہے اسی لئے بھیجا ہے کہ اللہ کے فرمان کے مطابق اس کا حکم بنایا جائے اور یہ لوگ جب اپنے حق میں ظلم کر بیٹھے تھے اگر تمہارے پاس آتے اور اللہ سے بخشش مانگتے اور پیغمبر بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتے تو اللہ کو معاف کرنے والے پاتے۔ اس آیت میں (فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ) (وہ اللہ سے استغفار کرتے) کے ساتھ (وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ) (ان کے لئے رسول اللہ ﷺ بھی استغفار کرتے ہیں) اور آخر میں فرمایا (لَوْجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا) (یہ پاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحمت کرنے والا)۔"

نتیجہ یہ نکلا کہ نبی کریم ﷺ کے مبارک ہاتھوں پر بیعت کرنے کا فائدہ یہ تھا کہ نبی رحمت ﷺ بھی ان کے لئے استغفار کریں اور اس طرح ان کے گناہوں کی بخشش ہو جائے۔ اسی بیعت توبہ کا نام آج بیعت طریقت ہے۔

۲- إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَسْئُوتِهِ أَجْرًا عَظِيمًا.

"اے نبی! جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ پھر جو شخص عہد کو توڑے تو عہد توڑنے کا نقصان اسی کو ہے اور جو اس بات کو جس پر اس نے اللہ سے عہد کیا ہے پورا کرے تو وہ اسے عنقریب اجر عظیم دے گا۔"

3- بیعت رضوان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا^۱.

"اے پیغمبر! جب مومن تم سے اس درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو اللہ ان سے خوش ہوا اور جو صدق و خلوص ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تو ان پر تسکین نازل فرمائی اور انہیں جلد فتح عنایت کی۔"

4- يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْتَصِبْنَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعُهُنَّ وَاسْتَعْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ^۲

"اے پیغمبر! جب تمہارے پاس مومن عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ نہ اللہ کے ساتھ شرک کریں گی، نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے ہاتھ پاؤں کے درمیان کوئی بہتان باندھ لائیں گی اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے لئے اللہ سے بخشش مانگو۔ بے شک اللہ بخشنے والا، مہربان ہے۔"

احادیث مبارکہ اور بیعت توبہ:

۱. سمعت أنسا رضي الله عنه، يقول: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الخندق، فإذا المهاجرون، والأنصار يحفرون في غداة باردة، فلم يكن لهم عبید يعملون ذلك لهم، فلما رأى ما بهم من النصب والجوع، قال:

«اللهم إن العيش عيش الآخرة، فاغفر للأنصار والمهاجرة» فقالوا مجيبين له:

نحن الذين بايعوا محمداً على الجهاد ما بقينا أبداً".^{۱۴}

"انسؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ٹھنڈی صبح کو نکلے اور مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! بہتر خیر تو آخرت والی ہے۔ لہذا انصار اور مہاجرین کو معاف فرمادیں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا:

ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کی بیعت کی ہے۔ جب تک رہیں گے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے۔"

اس حدیث میں صراحتاً بیعت علی الجہاد کا ذکر ہے۔

۲. حدیث عبادۃ ما أخرجه احمد أنه جرت له قصة مع أبي هريرة عند معاوية بالشام فقال يا أبا هريرة انك لم تكن معنا إذ بايعنا رسول الله على السمع والطاعة في النشاط والكسل وعلى الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وعلى ان نقول بالحق ولا نخاف لومة لائم وعلى أن نصر رسول الله إذا قدم علينا يثرب فمنعه مما تمنع منه انفسنا وازواجنا وابنائنا ولنا الجنة فهذا بيعة رسول الله بايعناه عليها.^{۱۵}

"حدیث عبادہ جسے امام احمدؒ نے اپنی مسند میں نقل کیا ہے کہ اس کی سیدنا ابو ہریرہؓ کے ساتھ سیدنا معاویہؓ کے سامنے شام میں گفتگو ہوئی تو انہوں نے کہا کہ اے ابو ہریرہؓ! آپ ہمارے ساتھ نہیں تھے جب ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی (احکام) سننے اور اطاعت کرنے پر (ہر حال میں) چستی و سستی میں اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر اور اس بات پر کہ ہم حق کہیں گے اور کبھی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہیں ڈریں گے اور اس پر کہ ہم نبی کریم ﷺ کی نصرت و مدد کریں گے جب کہ وہ یشرب میں تشریف فرما ہوں پس ہم ان سے دور کریں گے اس چیز کو جس سے ہم اپنی جانوں اور اپنی بیویوں اور بیٹوں کو دور کرتے ہیں اور ہمارے لئے جنت ہوگی۔ پس یہ نبی کریم ﷺ کی وہ بیعت ہے جس پر ہم نے بیعت کی ہے۔"

۳. عن أبي مسلم الخولاني قال حدثني الحبيب الامين اما هو الى الحبيب واما هو عندى فامين عوف بن مالك قال كنا عند رسول الله سبعة او ثمانية أو تسعة فقال ألا تباعون رسول الله؟! وكنا حديث عهد ببيعة قلنا قد

بابعناک حتیٰ قالها ثلاثا فبسطنا أيدينا فبايعناه فقال قائل يا رسول الله! انا قد بايعنك فعلام نبايعك قال أن تعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وتصلوا الصلوات الخمس وتسمعوا وتطيعوا واسر كلمة خفيفه قال ولا تسالوا شيئا قال فلقد كان بعض اولئك النفر يسقط سوطه فمابستل احدا ان يناوله إياه^{۱۶}.

"سیدنا عوف بن مالکؓ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نو، آٹھ یا سات آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اللہ کے رسول سے بیعت نہیں کرتے۔ ہم نے ہاتھ پھیلانے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ کی بیعت کریں یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ان امور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور ان کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو اور ایک بات آہستہ فرمائی وہ یہ کہ لوگوں سے کچھ مت مانگو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات میں سے بعض کی یہ حالت دیکھی کہ اتفاقاً چابک گر پڑا تو وہ بھی کسی سے نہیں مانگنے کہ اٹھا کر دے دیں۔"

۴. عن جرير بن عبدالله قال بايعت رسول الله على إقام الصلاة وإيتاء الزكاة والنصح لكل مسلم^{۱۷}.

"جریر بن عبد اللہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے آپ کی بات سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی۔ پس آپ نے مجھے تلقین فرمائی کہ جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی خیر خواہی کرتا رہوں۔"

ان آیات اور احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیعت علی الایمان اور بیعت علی الاسلام کے علاوہ تمسک بالکتاب والسنۃ، شرک و بدعت سے اجتناب، اعمال حسنہ و اسلامی ارکان کو صحیح معنوں میں ادا کرنے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، صبر و استقامت پر عمل پیرا ہونے، تقویٰ اختیار کرنے اور فسق و فجور سے احتراز کرنے، پچھلے گناہوں سے توبہ اور آئندہ کے لئے گناہ نہ کرنے کا عزم کرنے وغیرہ امور پر بیعت فرمائی ہے۔

اقسام بیعت:

بیعت کی جن اقسام کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے ان کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

۱. بیعت اسلام:

جب کوئی شرک و کفر سے بیزار ہو کر دین اسلام میں داخل ہونا چاہتا تھا تو نبی اکرم ﷺ ان سے بیعت لیتے تھے۔ جیسے احادیث میں آیا ہے:

عن جابر بن عبد الله أن أعرابيا بايع رسول الله ﷺ فأصاب الأعرابي وعك بالمدينة فأتى الأعرابي إلى رسول الله ﷺ فقال يا رسول الله أفلنى بيعتى فأبى رسول الله ﷺ ثم جاءه فقال أفلنى بيعتى فأبى ثم جاءه فقال أفلنى بيعتى فأبى فخرج الأعرابي فقال رسول الله ﷺ إنما المدينة كالكبير تنفى خبثها ويصنع طيبها^{۱۸}.

"جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام پر بیعت کی۔ چنانچہ اسے مدینہ میں بخار آنے لگا تو آکر آپ ﷺ سے کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ میری بیعت واپس کر دیجیے تو آپ نے انکار فرمایا۔ پھر اعرابی باہر نکل گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک مدینہ طیبہ بھی کی طرح ہے جو گندگی کو نکالتی اور پاکیزگی کو رہنے دیتی ہے۔"

اس کے علاوہ کئی روایات سے ثابت ہے کہ ہجرت سے قبل حج کے موقع پر مدینہ طیبہ کے لوگوں نے حاضر ہو کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی، جو بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ سے مشہور ہیں۔

۲. ہجرت پر بیعت:

مکہ مکرمہ میں جب مسلمانوں کی زندگی اجیرن ہو گئی اور مسلمان کفار مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آگئے تو انہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کی۔ آپ ﷺ نے اس پر بھی مسلمانوں سے بیعت لی تھی اس کا ذکر احادیث میں موجود ہے۔

عن جابر قال جاء عبد فبايع النبي ﷺ على الهجرة ولم يشعر أنه عبد فجاء سيده يريد به فقال له النبي ﷺ بعه فاشتره بعبدين اسودين ثم لم يبايع احدا بعد حتى يستله اعبد هو^{۱۹}.

"سیدنا جابرؓ نے فرمایا کہ ایک غلام نے آکر نبی کریم ﷺ سے ہجرت پر بیعت کی اور یہ معلوم نہ ہوا کہ غلام ہے۔ اسے لے جانے کے لئے اس کا مالک آگیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے

فرمایا کہ یہ میرے ہاتھ بچ دو۔ پس آپ ﷺ نے اسے دو کالے غلاموں کے بدلے خرید لیا اور اس کے بعد کسی سے بیعت نہیں لیتے یہاں تک کہ اس سے پوچھ لیتے کہ غلام ہے یا آزاد۔"

۳. جہاد پر بیعت:

رسول کریم ﷺ نے حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرامؓ سے عہد لیا تھا کہ اگر لڑائی کی نوبت آئی تو میدان سے پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک زندہ رہیں، دشمن کا مقابلہ کرتے رہیں گے جیسا کہ اس آیت کریمہ سے ثابت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ^۱۔ "اے پیغمبر! جب مومن تم سے اس درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو اللہ ان سے خوش ہوا۔"

حدیث مبارک میں آیا ہے۔

حدثني مجاشع بن مسعود السلمی، قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم أبايه على الهجرة، فقال: «إن الهجرة قد مضت لأهلها، ولكن على الإسلام والجهاد والخير»^۱۔

"مجاشع بن مسعود سلمیٰ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا کہ میں ہجرت پر بیعت کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت تو اہل ہجرت کے لیے ہو چکی (یعنی اب ہجرت نہیں رہی) البتہ اسلام، جہاد اور بھلائی پر بیعت ہو سکتی ہے۔"

۴. بیعت خلافت:

بیعت خلافت پر آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«كانت بنو إسرائيل تسوسهم الأنبياء، كلما هلك نبي خلفه نبي، وإنه لا نبي بعدي، وسيكون خلفاء فيكثرون» قالوا: فما تأمرنا؟ قال: «فوا بيعة الأول فالأول، أعطوهم حقهم، فإن الله سألهم عما استرعاهم»^۲۔

"بنی اسرائیل کی سیادت انبیاءؑ سنبھالتے تھے جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو دوسرا اس کا جانشین ہو جاتا جب کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے، عنقریب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ لوگوں نے پوچھا کہ ہمارے لیے کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ پہلے کی بیعت پوری کروں۔ پہلا ہی پہلا ہے انہیں ان کا حق دو اور جنہیں ان کی رعایا نے بنایا ہے ان کے متعلق اللہ پوچھنے والا ہے۔"

۵. بیعت تقویٰ (توبہ):

بعض اوقات نبی کریم ﷺ امت کی تعلیم کے لئے صحابہ کرامؓ سے گناہوں کے نہ کرنے کی بیعت لیتے تھے۔ جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں سیدنا عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے:

أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ، وَحَوْلَهُ عَصَابَةُ مِنْ أَصْحَابِهِ: «بَايعُونِي عَلَى أَنْ لَا تَشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوا، وَلَا تَزْنُوا، وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ [ص: ۱۳]، وَلَا تَأْتُوا بِبَهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوا فِي مَعْرُوفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللَّهُ فَهُوَ إِلَى اللَّهِ، إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَاقَبَهُ» فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ^{۲۳}.

"سیدنا عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول کریم ﷺ نے اس وقت کچھ فرمایا جب کہ آپ کے پاس صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو گے، نہ زنا کا ارتکاب کرو گے، نہ اپنی اولاد کو قتل کرو گے، نہ ایسی بہتان طرازی کرو گے جس کو تم اپنے ہاتھ اور پیروں کے ساتھ متعلق کر رکھا ہے یعنی اپنی ذات کے ساتھ متعلق کیا ہے اور نہ نیک کاموں کے کرنے میں نافرمانی کا اظہار کرو گے پس جو اس عہد کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ کے یہاں ہے لیکن اگر کسی نے دنیا میں ایسے عمل کا ارتکاب کیا تو دنیا میں سزا یا ب ہوگا اور یہ سزا اس کے لئے عاقبت میں کفارہ ہوگی اور اگر کسی نے دنیا میں کوئی ایسا عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تو وہ اللہ کے ذمہ ہے وہ چاہے تو اس بندہ کو عذاب دیں یا معاف فرمادے اور ہم نے انہیں باتوں پر رسول کریم ﷺ کی بیعت کی۔"

اس حدیث میں (وحوالہ عصابہ) یعنی ان کے گرد صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت موجود تھی۔ یہاں صحابہ کا لفظ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو بیعت اسلام سے پہلے ہی مشرف ہو چکے تھے ان کے دل ایمان کی دولت سے مالا مال ہو چکے تھے۔ رحمۃ للعالمین کی نظر رحمت نے ان کو روحانیت کی ان بلندیوں تک پہنچا دیا تھا کہ امت کے اولیاء ان کے مرتبہ تک ہر گز نہیں پہنچ سکتے۔ ان صحابہ کرامؓ سے بیعت توبہ لی گئی تھی۔

درج ذیل حدیث سے اس استدلال کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

لا تشرکوا باللہ شیئاً ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببہتان تفترونہ بین
ایدیکم وأرجلکم ولا تعصوا فی معروف

اس میں کبائر سے اجتناب کا ذکر ہے اور کبائر سے اجتناب کا نام ہی بیعت توبہ ہے۔

بیعت توبہ کے طریقے:

بیعت (توبہ) جو صوفیاء کے ہاں متواتر ہے وہ کئی طریقوں پر ہے۔

✓ پہلا طریقہ بیعت معاصی سے توبہ ہے۔

✓ دوسرا طریقہ بیعت تبرک ہے۔ یعنی بقصد برکت صالحین کے سلسلہ میں داخلہ ہونا ہے، جو بمنزلہ سلسلہء
اسناد حدیث ہے۔

✓ تیسرا طریقہ بیعت عزیمت ہے۔ یعنی عزم مصمم کرنا، امر الہی کے امتثال اور منہا ہی کے ترک کرنے کی بیعت
کرنا۔

پہلے دونوں طریقوں میں بیعت کرنا عبادت ہے اور تیسرے طریقے میں بیعت عبارت ہے ہجرت،
مجاہدہ اور ریاضت و تقویٰ پر ثابت قدم رہنے سے^{۲۴}۔

بیعت کی شرعی حیثیت / حکم:

مولانا اشرف علی تھانویؒ شاہ ولی اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بیعت سنت ہے اس لئے کہ صحابہ کرامؓ نے حضور اقدس ﷺ سے بیعت کی اور اس کے ذریعہ
سے اللہ کا قرب حاصل کیا اور کوئی دلیل اس پر نہیں ہے کہ بیعت نہ کرنے والا گناہ گار ہوگا اور نہ ہی آئمہ
میں سے کسی نے تارک بیعت پر نکیر فرمائی^{۲۵}۔

اس عبارت کو دیکھ کر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہاں سنت بمعنی مستحب ہے، اور سنت بمعنی
مستحب استعمال ہوتی ہے جیسا کہ اس عبارت میں مذکور ہے:

ويستحب للمتوضى أن ينوي الطهارة فالنية في الوضوء سنة عندنا^{۲۶}۔

مزید اس کی وضاحت میں لکھا ہے کہ مستحب اعم ہے سنت سے (يستحب اعم من السنة) اور عام
وخاص کے درمیان عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہوتی ہے۔ جہاں یہ نسبت ہوتی ہے وہاں دونوں (عام
اور خاص) جمع ہو سکتے ہیں، کیونکہ ان میں دو مادے ہوتے ہیں اجتماعی اور انفرادی۔ یعنی ایک صورت میں
یہ دونوں (سنت اور مستحب) جمع ہو سکتے ہیں یہ اجتماعی مادہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں جمع نہ ہوں۔

سنت بمعنی استحباب ہے کیونکہ آپ آتر میں لکھتے ہیں کہ کسی امام نے تارک بیعت پر نکیر نہیں فرمائی ہے اور یہی تعریف مستحب کی ہے:

المستحب ما يثاب على فعله ولا يعاقب ولا يلام على تركه ۲۷ والسنة ما في فعله ثواب وفي تركه ملامة وعتاب ولا يعاقب ۲۸.

تو مستحب کے کرنے پر ثواب ملتا ہے لیکن ترک پر کوئی ملامت نہیں ہے اور سنت کے ترک پر ملامت ہوتی ہے۔ تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ بیعت کرنا مستحب ہے نہ کہ سنت۔

آج کل بعض حضرات مروجہ بیعت سے انکار کرتے ہیں۔ انہیں مذکور آیات کے عموم کو دیکھنا چاہیے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے احادیث مبارکہ پر بھی توجہ دینی ہوگی۔ کیونکہ جس طرح احادیث میں بیعت اسلام، جہاد، خلافت اور ہجرت کا ذکر ہے تو اسی طرح ان میں بیعت تقویٰ (توبہ) کا بھی ذکر ہے۔ اس حدیث مذکور میں تو خیر کا لفظ صراحتاً آیا ہے:

حدثني مجاشع بن مسعود اسلمی قال اتيت النبي أبايعه على الهجرة فقال: إن الهجرة قد مضت ولكن الاسلام والجهاد والخير ۲۹

اس حدیث میں خیر کا لفظ آیا ہے جو ہر قسم بھلائی کو شامل ہے تو کسی نیک اور ولی اللہ سے تعلق رکھ کر اصلاح نفس کرانے میں کوئی برائی ہے۔

نتائج:

دور نبوی سے بیعت اسلام، بیعت جہاد، بیعت اطاعت اور بیعت خیر کا اثبات ہوتا ہے۔ دور صحابہ میں بیعت خلافت کی حفاظت کے لئے باقی تمام بیعتوں سے احتراز کیا جاتا تھا۔ بعد کے ادوار میں شریعت کی روح کو مد نظر رکھ کر عوام کے لیے بنا بر مصلحت بیعت خیر و توبہ کی ترویج ہوئی، جو آج تک مختلف سلسلوں کی شکل میں جاری ہے۔ بیعت توبہ کے ذریعے گناہوں سے بچنے اور نیکی اختیار کرنے کا عہد کیا جاتا ہے جو مقصود بالذات ہے اور بیعت اس کا ذریعہ اور سبب ہے۔ لہذا بیعت مروجہ کو اعتقاداً لازم نہ سمجھا جائے۔ البتہ مقاصد تک پہنچنے کے لیے اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ اس سے انکار کرنا اچھی بات نہیں ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

- ۱ سنن ابوداؤد، کتاب البیوع، باب فی خيار المتبايعين، رقم ۳۴۵۶، المكتبة العصرية، صیدا-بیروت، (س-ن)
- ۲ محمد بن محمد، تاج العروس من جواهر القاموس ۲۰: ۳۷۰، دار الهدایة، (س-ن)
- ۳ ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب ۸: ۲۶، دار صادر بیروت، الطبعة الثالثة، ۱۴۱۴ھ
- ۴ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱: ۶۴، دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۷۹ء
- ۵ لسان العرب ۸: ۲۶
- ۶ عالم فقری، اللہ سے دوستی، ص ۶۷، ممتاز اکیڈمی، لاہور، (س-ن)
- ۷ مولانا احسان الکریم، بیعت کی ضرورت و فضیلت، ص ۱۵۸، فاروقی کتب خانہ پشاور، (س-ن)
- ۸ نظام الدین، حسن بن محمد، غرائب القرآن و رغائب الفرقان ۳: ۷۱، دار لکتب العلمیۃ بیروت، ۱۴۱۶ھ
- اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد محمد طاہر بن علی ہندی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث موضوعی ہے۔ (محمد طاہر بن علی، تذکرہ الموضوعات ۳: ۹۱، ادارۃ الطباعة المنیریۃ، ۱۳۴۳ھ)
- اسی طرح محمد بن علی شوکانی نے الفوائد المجموعہ میں لکھا ہے: ذکرہ صاحب الخلاصۃ و قال موضوع (محمد بن علی شوکانی، الفوائد المجموعۃ ۱: ۳۳۵، دار لکتب العلمیۃ، بیروت، (س-ن))
- ۹ القشیری مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب البيعة علی السمع والطاعة فيما استطاع، رقم ۱۸۶۷، دار احیاء التراث العربی، بیروت، (س-ن)
- ۱۰ سورة النساء ۴: ۶۳
- ۱۱ سورة الفتح ۴۸: ۱۰
- ۱۲ سورة الفتح ۴۸: ۱۸
- ۱۳ سورة الممتحنة ۶۰: ۱۲
- ۱۴ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح البخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الخندق وهي الاحزاب، رقم ۴۰۹۹، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ
- ۱۵ ابن حنبل، احمد بن محمد، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عوف بن مالک الاشجعی الانصاری، رقم ۲۲۷۶۹، موسسة الرسالۃ، الطبعة الاولى، ۱۴۲۱ھ
- ۱۶ سنن ابوداؤد، رقم ۱۶۴۲
- ۱۷ صحیح بخاری، باب البيعة علی اقام الصلوة، رقم ۵۲۴
- ۱۸ صحیح بخاری، باب من بالغ ثم استقال البيعة، رقم ۷۲۱۱

- ۱۹ صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب جواز بیع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلا، رقم ۱۶۰۳
- ۲۰ سورة الفتح ۴۸: ۱۸
- ۲۱ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب المبايعه بعد فتح مکة على الاسلام، رقم ۱۸۶۳
- ۲۲ صحیح بخاری، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم ۳۴۵۵
- ۲۳ صحیح بخاری، باب علامة الايمان حب الانصار، رقم ۱۸
- ۲۴ مولانا محمد زکریا، شریعت و طریقت کا تلازم، ص ۱۲۲، مکتبۃ الشیخ کراچی (س-ن)
- ۲۵ شریعت و طریقت کا تلازم: ۱۲۱
- ۲۶ برهان الدین، علی بن ابی بکر المرغینانی، الهدایة، ۱: ۲۲، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور (س-ن)
- ۲۷ حاشیہ ہدایہ لمولانا عبدالجبار لکھنوی، ۱: ۲۲
- ۲۸ قاسم بن عبد اللہ القونوی، انیس الفقہاء فی تعریفات الالفاظ المتداولة بین الفقہاء، ۱: ۳۳، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة: ۱۴۲۴ھ
- ۲۹ صحیح مسلم، باب المبايعه بعد فتح مکة على الاسلام، رقم ۸۳